McGill University Library
3 102 898 345 K
ISLAMIC
BP187.55
S28
Q37
1925

This is a reproduction of a book from the McGill University Library collection.

Title: Mazārāt-i Ḥijāz
Author: Qarshī
Publisher, year: Amritsar : Āftāb Barqī Pres, 1925

The pages were digitized as they were. The original book may have contained pages with poor print. Marks, notations, and other marginalia present in the original volume may also appear. For wider or heavier books, a slight curvature to the text on the inside of pages may be noticeable.

ISBN of reproduction: 978-1-926846-36-1

This reproduction is intended for personal use only, and may not be reproduced, re-published, or re-distributed commercially. For further information on permission regarding the use of this reproduction contact McGill University Library.

McGill University Library
www.mcgill.ca/library

اللّٰہُ اَکْبَرُ

قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

مزاراتِ حجاز

مکّہ معظّمہ میں قبّوں اور مقبروں کے انہدام کی تحقیق

بہ
قریشی

(آفتاب برقی پریس) امرتسر

ایک لفظ

ایک کاپی ڈھائی آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوائی جا سکتی ہے۔ اگر چند اصحاب ملکر آٹھ کاپیاں بذریعہ وی۔ پی منگوائیں تو آٹھ کاپیاں کل ایک روپیہ دو آنے کے صرف سے بھیجی جائیں گی۔

قریشی

امرتسر

69074

۳۰؍اگست سنہ ۲۵ء

اللّٰہ اکبر

مسألہ انہدامِ مقابر

واقعات و حقائق کی جلوہ ریزیاں

اس وقت اسلامی ہندوستان میں دو مختلف تحریکیں موجود ہیں ایک تحریک کو اس کے قدامت پسند مخالفین نے طنزاً "وہابی تحریک" کا نام دیا ہے اور دوسری تحریک کو اس کے آزاد خیال حریف "بدعتی تحریک" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں ان دونوں ناموں کی بنیاد فریقین کے بغض و عداوت پر ہے۔ پہلی تحریک کا اصلی نام "تحریک اتحاد و ترقی" ہے اور دوسری تحریک کا نام "تحریک تفرق و جمود" ہے۔

تحریک اتحاد کا مقصد "اتحاد پرست" موجودہ فرقہ بندی کے مخالف ہیں۔ ان کے لئے حنفی، وہابی، شیعہ وغیرہ ناموں میں کوئی دلچسپی موجود نہیں۔ یہ لوگ حکومت انگریزی کے ویسے ہی شدید مخالف ہیں جیسے کہ موجودہ پیرزادوں گدی نشینوں اور نفاق دوست ملاؤں کے۔ یہ لوگ نہایت غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جب تک پیری اور مریدی کے غلط سلسلے نہ مٹیں۔ مسلمان "مسلمان" نہیں بن سکتے۔ اور جب تک مسلمان "صحیح معنوں میں "مسلمان نہ بنیں۔ اُن میں "اتحاد اور جہاد" کی اہلیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک مسلمانوں میں "اتحاد اور جہاد" کی صحیح روح پیدا

نہ ہو۔ ہندوستان آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک ہندوستان آزاد نہ ہو۔ دنیائے اسلام کی مصیبت، مقاماتِ مقدسہ کی مظلومی اور مسلمانوں کی بے نوائی کا دردناک قصہ ختم نہیں ہوگا۔

یہ واقعہ ہے کہ اسلام اور "خالص اسلام" وہ ہے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ نفس پرور عالموں اور پیروں نے گذشتہ ہزار بارہ سو سال کے طویل عرصے میں بہت سی جدید رسمیں اور تکلیف دہ قاعدے اور خلاف شریعت بدعتیں بطور خود تیار کر کے اسلام میں شامل کر دی ہیں۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ہمارے جاہل تر طبقے کے پاس وہ اسلام تو موجود نہیں جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ البتہ "اسلام ثانی" جو بعض دکانداروں نے بطور خود تیار کیا تھا ان کے دائیں اور بائیں، اندر اور باہر، بصد شان و شکوہ جلوہ افروز ہے "تحریک اصلاح و اتحاد" کا مقصد مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ اُن تمام تکلیف دہ رسموں، بدعتوں اور گمراہیوں کو یکسر برباد کر دیا جائے۔ جو بعض بیوپاریوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً "اسلام خالص" پر اضافہ کی گئیں۔ اور جن میں آج ہمارا جاہل طبقہ سراپا مبتلا ہے۔ یعنی "اسلام ثانی"۔

"تحریکِ اصلاح" کی تمام قوت اور جوش و خروش جس سے کہ وہ "اسلام ثانی" اور "حکومتِ انگریزی" کا یکساں مقابلہ کرتی رہتی ہے۔ دو امور پر مبنی ہے (۱) اسلامی اخبارات پر۔ اور (۲) مسلمان لیڈروں پر۔ یہ دونوں چیزیں خداوند پاک کی بیحد نصرت و اعانت کے باعث بہت ہی سخت جان

واقعہ ہوئی ہیں۔ اگرچہ حکومت انگریزی ہمارے "اخباروں ورلیڈروں" کے خلاف اپنی تمام شدتوں اور تمام سختیوں کو کام میں لاچکی ہے۔ مگر اپنے مقصد میں ایک ذرہ برابر بھی کامیاب نہیں ہوئی۔ اس وقت ہمارے تمام دوست اور دشمن اس امر پر متفق ہیں کہ حکومت نے اخباروں اور لیڈروں کو جس قدر دبایا ہے۔ خداوند پاک نے انہیں اپنے بے پایاں لطف وکرم سے اسی قدر سرفرازی بخشی ہے۔

گذشتہ چند سال میں "حامیان اصلاح واتحاد" کی قوت میں جسقدر اضافہ ہوا ہے۔ اُسی قدر اُن کی مخالفت کا محاذ بھی وسیع ہو گیا ہے۔ پہلے صرف حکومت اور حکومت پرست جماعت ان کے خلاف معرکہ آرا تھی۔ اب لشکر مخالفین میں چند خیرات خور مشائخ اور پیر بھی شامل ہو گئے ہیں لیکن خواہ کچھ بھی ہو نصرتِ الٰہی کا پرچم "حامیان اصلاح" ہی کے سروں پر لہرائیگا ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

تحریک تفریق کا مقصد "تفریق پرست" موجودہ فرقہ بندی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں ہندوستان کی آزادی سے کچھ سروکار نہیں۔ "حنفی وہابی جھگڑے" اُن کے لئے بہترین تجارت اور بیوپار کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ لوگ جن خلاف شریعت اور تکلف آمیز رسومات میں مبتلا ہیں۔ ہزارہا آیات واحادیث کے باوجود اُن سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کرتے۔ اور لطف یہ ہے کہ ان سادہ لوح بزرگوں نے دین مقدس میں جس قدر جدید تیں شامل کر رکھی ہیں۔ اُن میں کھانا پینا ضرور شامل ہے۔ کسی رسم کے خاتمہ پر شیرینی بانٹی جاتی ہے۔ کبھی شربت پلایا جاتا ہے۔ کبھی علماء کو دستاریں

تقسیم ہوتی ہیں وقس علیٰ ھٰذا مگر والذی نفسی بیدہٖ میں اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ قدرت دنیا بھر میں اس جماعت کو نہایت ہی سرعت اور سرگرمی کے کیساتھ برباد کر رہی ہے۔ اور شائد اس کی یہ وجہ ہو کہ اس جماعت نے اپنی خانہ ساز بدعتوں کے مقابلے میں دین مقدس کے احکام کا پاس نہ کر کے اپنے اسباب حیات سے منہہ موڑ لیا ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا	کتنی ہی ایسی بستیاں گذر چکی ہے۔ جنہوں نے امر الٰہی اور فرمان نبوت سے سرکشی کی۔ اور وہ اسی جرم میں برباد کر دی گئیں؟

اس مسئلہ بحث میں یہ بھی ایک یادگار واقعہ ہے کہ جب سے بریلوی جماعت نے مولانا ظفر علیخان مدظلہٗ کے خلاف کفر کا فتوے دیا ہے۔ مقابلے کی صورت بہت ہی زیادہ عریاں ہو گئی ہے۔

ایک تازہ میدان جنگ "اتحاد" اور "تفریق" کی جنگ میں "نجد و حجاز کے موجودہ واقعات" اور "چند قبتوں اور مقبروں کے انہدام" نے شامل ہو کر ایک نہایت ہی خطرناک صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ اور مختلف تعیش ادھر ادھر سے جمع ہو کر نہایت ہی غلط اور دور از کار افواہوں کو حرکت دے رہی ہیں۔ میں اس مختصر رسالے میں انہی افواہوں کے مقابلے میں ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں وما توفیقی الا باللہ۔

ہیئت فسادیہ کے عناصر مسلمانان ہندوستان کے لئے ابن سعود کے خلاف جو اس وقت "شور و نفاق" پیدا ہوا ہے۔ اور "نفرت و عداوت کے خیالات" مہیا کئے جا رہے ہیں۔ تو اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اور

اس "ہیئتِ فسادیہ" میں کون کون سے پرزے ملکر کام کر رہے ہیں اور کیوں؟
میری ناچیز تحقیق کے مطابق اس وقت سات مختلف الاغراض جماعتیں سلطان کے خلاف مصروفِ عمل ہیں (۱) انگریزی حکومت (۲) طاہر الدباغ کا وفد (۳) مکہ معظمہ کے خیرات خور مشائخ جن کا بہترین بیوپار وہی قبے اور مولد تھے جو مسمار ہو چکے (۴) ہندوستان کے پیرزادے اور مشائخ اپنے قبول در مقبروں کے بچانے کے لئے (۵) بعض خوش عقیدہ اور سادہ لوح حاجی جن میں واقعات کے سمجھنے کی قابلیت موجود نہ تھی اور اس لئے سرزمین حجاز میں پہنچکر خود غرض قبہ نشینوں کے پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے (۶) ہندوستان کے بعض تنگدل اور نفاق دوست علماء (۷) عامۃ المسلمین کی جہالت اور اسلام فراموشی۔ کہ انہوں نے گنبدوں اور مزاروں کی آرائش ہی کو اصل اسلام سمجھ رکھا ہے۔ اور بوجہ بیخبری اور جہالت انکی نظر ایسی چیزوں سے اوپر نہیں اُٹھتی۔ اور اب جب کہ یہ چیزیں مٹ رہی ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ گویا اسلام دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔

الغرض اس وقت ہندوستان میں چاروں طرف کے غرضمند لوگ جمع ہیں۔ اور مذہب کی آڑ میں اپنی اپنی مطلب پرستی کا ماتم کر رہے ہیں۔ کاش مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں۔

ہیئتِ فسادیہ کے الزامات

ہندوستان کے "جمہوریۂ نفاق" نے اہلِ نجد پر تین بڑے بڑے الزام عائد کئے ہیں (۱) انہوں نے بعض مقبروں، مولدوں اور مسجدوں کو گرا دیا ہے (۲) طائف کا قتلِ عام اور (۳) متفرقات۔ مثلاً نجدیوں کے نزدیک قبروں پر فاتحہ اور درود

پڑھنا کفر ہے۔ اُنہوں نے شیخ سنوسی کو بید لگائے ہیں۔ اپنا کلمہ جدا بنا لیا ہے۔ نجدیوں کو لوٹ مار کی قانوناً اجازت ہے۔ وہ عام رعیت کے ساتھ عدل نہیں کرتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تمام مسلمان میرے ساتھ اس معاملے میں اتفاق کریں گے کہ ان تمام الزامات کا بہترین اور فیصلہ کُن جواب جمعیت العلماء اور مجلس خلافت کے مستند نمائندوں کی رپورٹ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ ابھی نمائندوں نے اپنی رپورٹ شائع بھی نہیں کی۔ مگر بعض خفیہ یا حنفیہ انجمنوں کی طرف سے اسپر بے اعتمادی کا اظہار قبل از ولادت ہی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس سے معترضین کی نیت ظاہر ہے۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ قصور کی انجمن حنفیہ نے اپنے مطبوعہ اشتہار میں جہاں دوسرے تمام نمائندوں پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ وہاں مولانا قمر احمد صاحب کو مستثنےٰ کر دیا ہے۔ ایں ہم غنیمت ست، پس میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ تمام اعتراضات کا جواب مولانا قمر احمد صاحب ہی کے بیانات سے دوں۔ تاکہ ہندوستان کی کسی جماعت کیلئے بھی کوئی وجہ اعتراض و فساد باقی نہ رہ جائے وللہِ عاقبۃ الامور۔

عام اعتراضات کا جواب

مولانا قمر احمد صاحب کا بیان ۱۲ اگست ۱۹۲۵ء کے روزنامۂ خلافت میں شائع ہوا ہے۔ میں اسکے نہایت ہی ضروری حصے درج ذیل کرتا ہوں:۔

"امیر علی جیسے نجدیوں کے حریف مقابل ہونے کا دعوےٰ ہے لا شئے

محض ہے۔ اب اس کا ساتھ دینا مُردہ گدھے کی پالان ڈھونا ہے ....
پھر فرماتے ہیں کہ اگر خالد بن لوئی مکہ معظمہ پر قبضہ نہ کر لیتے تو امیر علی اوراس کے بہادر رفقار نے جس سراسیمگی میں اس کو چھوڑا تھا اس کا مقتضا تو یہی تھا کہ گردو نواح کے بدو مکہ معظمہ کو بھی دوسرا طائف بنا دیں ...... پھر عام حالت اور عدل و مساوات کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابن سعود کی بیدار مغزی کا ادنےٰ ثبوت یہ ہے کہ باوجود اس علم کے کہ بہت سے لوگ مکہ معظمہ میں اس کے خلاف اور امیر علی کے طرفدار ہیں اس نے انہیں ستانے کا خیال تک نہیں کیا ہے۔ اور نہ کسی طرح پر اُن سے باز پُرس کی ہے۔ حالانکہ اُس نے خود ہم کو چند واقعات سُنا کر کہا کہ مجھے ایسے لوگوں کا بخوبی علم ہے ...... آگے چل کر لکھتے ہیں کہ معمولی مقدمات میں اگر فریقین چاہیں تو براہ راست سُلطان سے فیصلہ کرا سکتے ہیں۔ دو ایک مقدمات کا حال مجھے معلوم ہے کہ فریقین شکایت لیکر پہنچے۔ اور سلطان یہ سُنتے ہی کہ کوئی فریادی آیا ہے وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ اور دونوں کی سُن کر مقتضائے انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا ...... عام امن و امان کے متعلق لکھتے ہیں کہ زمین حجاز میں ہماری آمد و رفت کی پانچ پانچ منزلیں جس عمدگی سے گذریں اسکی مثال شریفی دور میں تو کیا ہی ملیگی۔ ترکی عہد میں بھی مشکل ہی سے مل سکتی ہے .... پھر فرماتے ہیں کہ بیت اللہ میں چاروں مصلّے قائم ہیں چاروں پر باقاعدہ نماز ہوتی ہے۔ اور نجدی خود حنبلی مصلّے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور نجدی جھنڈے پر ایک طرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لکھا ہوتا ہے۔ دوسری طرف نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ

اگر آپ چاہیں تو مولانا قمر احمد صاحب کے اس بیان پر جس کے ایک ایک حرف سے فاروقی عدل و جلال اور آزادی و رواداری کے جلوے تڑپتے ہیں ۱۸ اگست کے الجمعیۃ سے مولانا عبدالحلیم صدیقی کے یہ الفاظ بھی شامل کر لیں۔ اہل نجد سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بغیر درود نہیں لیتے۔ حجر اسود کا بوسہ، ملتزم سے لپٹ کر اور پردے کو تھام کر دعا کرنا، مقام ابراہیم میں تحیۃ الطواف اور ایسے ہی دوسرے اعمال جو سنت نبی سے ثابت ہیں نہ نجدیوں کے مردوں سے ترک ہوتے ہیں اور نہ عورتوں سے"

انہدام کی ذمہ داری عمارتوں کے انہدام کا تمام تر الزام غلغطہ اور وخشی نام دوستش دقبیلوں پر ہے۔ جو اگرچہ" اپنے عقائد کی سختی، عدم رواداری و تنگ نظری اور وحشت و بربریت میں اپنی مثال نہیں رکھتے، اور جو کہ معظمہ سے اس قدر ناواقف واقع ہوئے ہیں جیسا کہ باب السلام کے کتب فروشوں کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ سانڈنی پر سوار ہو کر باب السلام کے پاس آپہنچے تھے تاہم ابھی تک لوگوں سے پوچھتے جاتے تھے کہ "بیت اللہ کہاں ہے؟" تاہم تمام کی تمام شہادتیں اس بارے میں متفق البیان ہیں۔ اور یہ ایک نہایت ہی ناقابل فراموش اور نہایت ہی ضروری اور اہم بات ہے کہ باایں ہمہ وحشت و بیخبری انھوں نے مکہ معظمہ میں پہنچکر از خود کوئی کارروائی نہیں کی۔

معتمد اور غیر معتمد نامہ نگار اور حاجی سبھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ

یہ وحشی قبائل داخلِ مکّہ ہوئے تو انہوں نے اُن مقامات کو جن کے متعلق اُنہوں نے اپنے علماء سے سُنا ہوا تھا کہ وہاں قبر پرستی اور غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے ڈھونڈنا اور پوچھنا شروع کر دیا۔ یہاں پہنچکر مولانا قمر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ نہایت شرم کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خود "چند بدنام کنندہ" مکہ کے رہنے والوں نے (۱) یا تو ذاتی عداوت کی بنا پر اور (۲) یا محض حملہ آوروں کی خوشنودی کے لئے نہ صرف مولد النبیؐ، مولد فاطمہؓ، جنت المعلیٰ وغیرہ کا نشان دیا۔ بلکہ مسجد جن، مسجد بو قبیس جبل ثور اور مولد ابوبکر وغیرہ وغیرہ کا نشان بھی دیا۔"

اسی طرح مولانا عبد الحلیم صاحب فرماتے ہیں کہ مکہ میں آنے والی بدوی فوج کو باور کرایا گیا کہ بعض مقامات میں خلاف شرع امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ انہیں جن آثار و مزارات میں کوئی امر خلاف شرع نظر نہیں آیا۔ اُس کو اُنہوں نے ہاتھ تک نہیں لگایا مثلاً مولد علیؓ اور دار خیزران وغیرہ۔"

میں کہتا ہوں کہ اس بدبختانہ رہنمائی کے باوجود جو خود اہلِ مکّہ نے شرارتاً یا خوشامداً کی اور اُن کی بمثال وحشت و بے خبری سے فائدہ اٹھایا اور ضمیر فروشی کی۔ اگر کوئی احمق آدمی "انہدام مقابر و مساجد کا الزام اہلِ نجد کے وحشی قبائل پر لگاتا ہے۔ تو مجھے کہنا چاہیئے کہ یا تو اُس کے ہوش وحواس قائم نہیں ہیں۔ اور یا اس کے دل و دماغ پر مُہریں لگ چکی ہیں۔

اب اس امر پر بھی غور فرمائیے کہ مسمار شدہ | شاکی اسلام مقبرے اور مولد

قبوں اور مولدوں کی واقفۂ قدر وقیمت اور حیثیت کیا تھی؟ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا حال آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے پورے ۶۳ سالوں میں زکوٰۃ و صدقات کے مال میں سے کبھی ایک ذرے کی بھی ہوس نہ فرمائی - کیا آپ کو آنحضرت صلعم کا مختلف موقعوں پر مٹی کھودنا، لکڑیاں کاٹنا اور ڈھونا یاد نہیں؟ کیا آپ بنت محمد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وہ دلگداز فریاد بھول گئے ہیں؟ جب کہ وہ دربارِ نبوت میں شکایت لیکر پہنچیں - اور فرمایا کہ ابا! مشک اُٹھانے کی مشقت سے کندھے زخمی ہو چکے - اور چکی کی تکلیف سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے - کوئی لونڈی مرحمت فرمائیے جو میرا ہاتھ بٹائے - لیکن ناکام واپس آئیں - یہ اس لئے ہوا کہ "اپنے ہاتھ سے کام کرنا" ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی راحت اور سب سے بڑی مسرت ہے۔

جب یہ دورۂ رحمت وسعادت رخصت ہو چکا - جس میں ایک تاجدار اور ایک گلہ بان یکساں طور پر اپنے قوتِ بازو سے کماتے اور کھاتے تھے - تو ایسے ناقص اور بیکار لوگ میدان میں آ گئے جن کی پست خیالی نے وہ تمام ناشائستہ رسمیں ڈھونڈ نکالیں جن میں غیرت وحمیت اور جگرداری کی جھلک تک موجود نہ تھی - یہ نفس کے بندے دوسروں کے سہارے پر جینے لگے کسی نے قبہ بنا لیا - کسی نے مولد ایجاد کر لیا - اور اللہ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر یہ دردناک حالت طاری ہوئی - اور دنیا نے دیکھا کہ قیصر وکسریٰ کی مملکتوں سے خراج شاہنشاہی وصول کرنے والے اب

بزرگوں کی قبروں کی کمائی پر جینے لگے۔ ان بے حمیت بندوں کے مجرم ضمیر نے تن پروری کے لئے کیا کیا مضحکہ انگیز ایجادیں کیں؟ مولینا صدیقی فرماتے ہیں:۔

"بعض عمارتیں جن پر قبے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور مولد کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے وسط میں ایک گڑھا ہوتا ہے۔ اور اس پر تابوت۔ تابوت کے ارد گرد لکڑی کا جنگلا رکھا جاتا ہے جس پر اعلےٰ قسم کی ریشمی زربفت کی چادریں چڑھائی جاتی ہیں دروازہ پر ایک یا ایک سے زائد مجاور مسلط رہتے ہیں۔ جو زیارت کرنے والوں سے جبریہ رقم وصول کرنے کے بعد انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ جانے والا اس مقام کو بوسہ دیتا ہے۔ اور زمین کو مسح کرکے اپنے جسم پر ملتا ہے۔ اسی طرح بعض مزارات اور مساجدمیں بھی ایسے ہی خلاف شرع اعمال کا اعادہ کیا جاتا ہے"

یہ وہ دردناک واقعات ہیں۔ جن کے بعد لکھنے والے کو اپنی طبیعت پر قابو اور اختیار باقی نہیں رہجاتا۔ والذی نفسی بیدہٖ اگر یہی جیز اسلام ہیں تو اُسے اس دنیا کو بہت جلد خالی کر دینا چاہئے۔ مگر نہیں نہیں اسلام مقدس ہے اور اس کو ان مضحکہ انگیزیوں سے کچھ بھی نسبت اور تعلق نہیں۔ آہ! آہ! مسلمانوں کے لئے یہ بے غیرتی اور ذلت بھی کیا کم ہے؟ کہ وہ شہیدانِ امت جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت اور رفاقت میں "اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ" کہکر اپنی زندگی پر کھیلے۔ اور جنہوں نے

اپنے احسان و ایثار کا اہلِ دنیا سے کبھی معاوضہ طلب نہ کیا۔ آج اس حال میں ہیں۔ کہ کوئی مفلس شخص "زیارت کا ٹیکس" ادا کئے بغیر ان کی قبروں کی زیارت کا بھی مجاز نہیں۔ ان کی زندگیوں کا وہ اصول اور موت کے بعد ان کی قبروں کی یہ حالت۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مظالم طائف کی ذمہ داری | یہ واقعہ ہے کہ طائف میں خالد بن لوئی کی فوج کے ہاتھ سے سات سو کے قریب مسلمان مقتول ہوئے۔ اکثر خاندان لٹ گئے۔ اور بہت سے لوگوں کی بے حرمتی ہوئی۔ لیکن کیوں؟ مختصراً جواب تو یہ ہے کہ آویزش نجد و حجاز کچھ رقص کی محفل نہ تھی۔ جنگ کا میدان تھا۔ اگر ترک یا افغان بھی حملہ آور ہوتے تو قتل و غارت کے معاملے میں وہ نجدیوں سے کچھ زیادہ کفایت شعاری کا ثبوت نہ دے سکتے۔ نجدیوں سے پوچھا یہ جاتا ہے کہ انہوں نے ایک قطرۂ خون بہائے بغیر سرزمین حجاز کو اپنے بدترین دشمنوں سے کیوں پاک نہیں کر دیا؟ اگرچہ یہ سوال کائنات انسانیت کی بہت بڑی بڑی حماقتوں میں سے کسی ایک لاجواب حماقت پر مبنی ہے تاہم واقعات کے پاس اس سوال کا جواب بھی موجود ہے آپ خدا کے لئے "واقعہ طائف" کو گذشتہ واقعات کے تاریخی سلسلے سے جدا نہ کیجئے۔ حسب ذیل واقعات کے بعد نجدی تلوار سات سو نفوس آدمیوں کے قتل کی جرأت کر سکی ہے۔

(۱) جنگ یورپ کے دوران میں جب شریف حسین نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو اپنے چچیرے بھائی خالد بن لوئی کے قبائل پر یورش کرنے کا حکم دیا۔ تو اس نے اس یورش میں غطغطا اور رنجیہ کے قبائل

میں سے بارہ ہزار نجدیوں کو قتل کیا۔ یہ انتہا ہے کہ بچوں اور عورتوں کو بھی پناہ نہ ملی۔

(۲) شریف حسین نے تمام نجدی قبائل کو دس سال سے حج نہیں کرنے دیا

(۳) موجودہ آویزش نجد و حجاز میں خالد کو اپنی پہلی لڑائی میں امیر علی کے ہاتھ سے نقصان کے ساتھ شکست کی ذلت اُٹھانی پڑی۔

(۴) آخری مرتبہ جب امیر علی نے شکست کھائی۔ اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے مکّے کی طرف بھاگا تو بعض اہل شہر نے اس کا ارادہ دریافت کیا۔ اس پر اُس رعیت کُش نے یہ کہا کہ میں فوج اور سامان رسد کیلئے مکّہ معظمہ کی طرف جا رہا ہوں۔

(۵) جب معززین شہر امیر علی کی فراری کے یقین کے بعد ایک نجدی دستے کو حوالگی شہر کے لئے اپنے ساتھ شہر میں لائے۔ تو امیر علی کے کارندوں اور ایجنٹوں نے شہر میں گولیوں کے ساتھ اُن کا استقبال کیا۔ اور اُنکے چند سپاہی مارے گئے۔ اس آخری واقعہ کے بعد نجدیوں کے ہاتھ سے سات سو آدمی قتل ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان تمام واقعات پر ایک منصفانہ غور کر لینے کے بعد اس امر کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ نجدیوں کا بارہ ہزار نوجوانوں کے قتل کا صدمہ اُٹھائے ہوئے نجدیوں کا بحالت جنگ سات سو آدمیوں کا قتل کر دینا کس حد تک قابل ملامت ہے؟ جب آپ نجدیوں کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔ تو براہ کرم وہ دردناک زمانہ بھی یاد کر لیں جبکہ گزشتہ سال غدار حسین رابغ ہی کے میدان میں دس ہزار بے وطن اور تشنہ لب حاجیوں کی جان لینے میں کامیاب ہوا تھا

اللہ اکبر

مسئلہ انہدامِ مقابر

شریعتِ مقدسہ کے احکام کی روشنی میں

قرآن پاک نے تنازعات و اختلافات کی حالت میں اپنے غلاموں سے حسب ذیل مطالبہ کیا ہے :-

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ	مسلمانو! اگر تم میں کوئی تنازعہ آپڑے۔ تو اس کو فیصلے کیلئے اللہ اور اسکے رسول کے سپرد کردو

کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ ہم بھی بحیثیت مسلمان "مقبروں اور قبوں کے انہدام کے معاملے" کو بغرض فیصلہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول کے سپرد کردیں؟ میرا خیال ہے۔ کہ کوئی مسلمان خدا ورسول کے فیصلے سے انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن میں جل کر کہتا ہوں کہ خدا ورسول کے فیصلے کے بعد بھی اس غلام سرزمین کے رہنے والوں کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ اگر وہ چاہیں تو اس فیصلے کو نفرت وبیدردی سے ٹھکرا کے رکھدیں۔ اور اگر چاہیں تو عجز واحترام کے ساتھ قبول کریں ھٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ +

تختِ نبوت کے احکام | اگر آپ قبروں، مقبروں، اور کتبوں کے متعلق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خیالات معلوم کرنا چاہیں تو حسب ذیل احادیث موجود ہیں :-

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يكتب عليه	حضور نے تین چیزوں سے منع فرمایا ہے ایک یہ کہ قبریں چونے گچ بنائی جائیں دوسرے یہ کہ اُن پر عمارت تعمیر کی جائے تیسرے یہ کہ اُن پر کچھ لکھا جائے؛

یہ حدیث صحیح مسلم اور بخاری میں موجود ہے۔ اور حضرت جابرؓ اس حدیث کے راوی ہیں۔ اس کے بعد:۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج؛	حضور نے تین اشخاص پر لعنت فرمائی:۔ اوّل قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر۔ دوم قبروں پر مسجد تعمیر کرنے والوں پر۔ سوم قبروں پر چراغ روشن کرنے والوں پر؛

یہ حدیث، حدیث کی چھ کتابوں یعنے احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان میں موجود ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اس کے راوی ہیں۔ جیسا کہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب زواجر کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ اس کے بعد:۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر او يكتب عليه او يزاد عليه	حضور فرماتے ہیں اوّل قبر چونے گچ نہ بناؤ۔ دوم اس پر کچھ نہ لکھو۔ سوم بجز قبر کی اپنی مٹی کے اس پر کسی دوسری چیز کا اضافہ نہ کرو؛

یہ حدیث ابوداؤد میں موجود ہے۔ اور حضرت جابرؓ اس کے راوی ہیں۔ اس کے بعد:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یبنیٰ علے القبور	حضور نے اپنی امت کو قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اوپر کی احادیث سے ظاہر ہو چکا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے فرمانبردار غلاموں کی قبروں کو کس حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن باایں ہمہ اگر کوئی شخص یہ ٹھان لے کہ وہ ضرور آپ کی مخالفت کریگا۔ تو اُس کو آزادی ہے۔ البتہ ارباب وفا کیلئے ان احکام کے سُن پانے کے بعد کوئی حیل وحجت باقی نہیں۔

آپ سمجھ چکے کہ جن لوگوں نے طائف اور مکہ معظمہ کی قبروں پر گنبد اور مقبرے بنائے، کتبے لکھے، چراغ جلائے۔ قندیلیں لٹکائیں الغرض قبر کی اپنی مٹی کے سوا جو کچھ بھی اضافہ کیا، حضرت سید وسالارِ عالم کے احکام کا پاس نہیں کیا ہے۔ بلکہ سخت بے غیرتی اور گردن کشی کا ثبوت دیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ آج کوئی مسلمان نبیٔ معظم کے احکام کے مقابلے میں ان کے طرزِعمل کی تائید کرے؟

جناب علیؓ کا اُسوۂ عمل اُس زمانے میں جبکہ سرزمین عرب پر ابوجہل اور ابولہب کی سیادت تھی۔ قبروں پر گنبد اور مقبرے بنائے جاتے تھے۔ لیکن جب خداوند پاک نے پیغمبر اسلام کو غلبہ دیا۔ تو آپ نے نہ صرف خانہ کعبہ کو بُتوں کی آلائش سے پاک کر دیا۔ بلکہ حضرت علیؓ سے یہ بھی فرمایا کہ وہ قبرستانوں کو بھی اس قابل نہ چھوڑیں کہ وہاں کبھی بُت پرستی ہونے لگے۔ چنانچہ حضرت علیؓ آنحضورؐ کے حکم سے قبرستانوں میں پہنچے۔ اور تمام تصویریں مٹا دیں

اور تمام بلند قبریں گرا کر صاف کر دیں۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ابوالہیاج اسدی کو اسی خدمت پر مامور فرمایا۔ چنانچہ ان دونوں واقعات کو خود ابی الہیاج اسدی نے بدیں الفاظ بیان فرمایا ہے:-

عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ النبی لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبراً مشرفاً الا سویتہ۔	ابی الہیاج فرماتے ہیں حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے ایک ایسے کام پر مامور کرتا ہوں جس پر نبی خدا نے مجھے مامور کیا تھا یعنی یہ کہ تو تمام تصویروں کو مٹا دے اور بلا استثنا تمام بلند قبروں کو گرا کر (حد شریعت) تک ہموار کر دے؛

نتائج بحث اس وقت تک دو چیزیں صاف ہو چکیں۔ ایک یہ کہ قبروں، مقبروں، کبتوں اور چراغوں کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس احکام کیا ہیں؟ اور دوسرے یہ کہ آپکا "عمل" کیا ہے؟ حکم یہ ہے کہ قبر کو قبر ہی کی مٹی سے بنایا جائے۔ اور اس پر شان دار عمارتیں، مسجدیں، مقبرے اور کتبے نہ ہوں۔ اور عمل یہ ہے کہ اگر کوئی نافرمان جماعت حکم شریعت کے خلاف ایسی قبریں بنا دے تو بازوئے علیؓ پیدا کیا جائے۔ اور انہیں بلا تامل صاف کر دیا جائے جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ثابت ہو چکا۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک جو کچھ لکھا گیا لیک دیانت دار اور منصف مزاج آدمی کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ لیکن میں گذارش کرتا ہوں کہ اس سلسلہ سفر

ہیں ابھی بہت سے قابلِ دید مقامات باقی ہیں ع

باده در جوش است و یاراں منتظر

حضرت ابوہریرہ کی وصیت - عینی شرح بخاری ہیں کہ ایک جلیل القدر اور مستند عالم کی کتاب ہے۔ دو نہایت ہی قابلِ ذکر واقعات درج ہیں۔ ایک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کا حال مذکور ہے۔ اور دوسرے سے قبروں اور قبوں کے معاملے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خیالات کی شدت و استقامت معلوم ہوتی ہے۔ عینی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:-

واوصی ابوھریرۃ عند موتہ ان لا تضربوا علیّ فسطاطًا	ابوہریرہؓ نے اپنی موت کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر پر خیمہ مت نصب کرنا؛

معلوم ہوتا ہے کہ ایام جاہلیت میں یہ دستور بھی موجود تھا کہ میت کے پسماندگان سایہ کی غرض سے قبر پر خیمہ لگا دیا کرتے تھے۔ اور اُن کا خیال تھا کہ اس طرح میت کا وجود گرمی اور دُھوپ کی تپش اور برق و باد کی زحمتوں سے آسودہ رہتا ہے؛ دوسرا واقعہ:-

مر عبداللہ بن عمر علی قبر عبدالرحمٰن بن ابی بکر اخی عائشۃ وعلیہ فسطاط مضروب فقال یا غلام انزعہ فانما یظلہ عملہ فقال الغلام تضربنی مولائی قال کلا فنزعہ	عبداللہ بن عمرؓ جناب عائشہؓ کے بھائی عبدالرحمٰنؓ کی قبر پر سے گذرے۔ اس پر خیمہ نصب تھا۔ فرمایا اے غلام! اس کو اُکھاڑ دے۔ کیونکہ اس کا اپنا عمل اس پر سایہ کریگا۔ غلام نے کہا مجھے میرا مالک مار یگا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ پس اُس نے اُکھاڑ دیا؛

اِن روایات سے ظاہر ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی زندگی تک قبروں پر خیمہ تک لگانا بھی ممکن تھا۔ چہ جائیکہ سنگ مرمر کی عمارتیں، عظیم الشان قبے، قندیلیں اور غلاف ع

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

قاضی ابن کج کا فتوےٰ

قاضی ابن کج ایک مشہور روزگار مفتی ہیں۔ قبول ور مقبروں کے متعلق آپ کے فتوے کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

لا یجوز ان یبنی علیہا قباب ولا غیرہا والوصیۃ باطلۃ۔	جائز نہیں ہے کہ قبر پر قبے تعمیر کئے جائیں۔ یا ان کے سوا اور کچھ۔ اور اگر کوئی میت یہ وصیت کر جائے کہ تعمیر کرنا۔ تو اس قسم کی وصیت بھی باطل ہے؛

ملا علی قاری کا فتوےٰ

حضرت ملا علی قاری کے علم و کمال اور تحقیق و تبحر پر تمام دنیائے حنفیت کو فخر ہے۔ آپ شرح مشکوۃ میں اپنا عقیدہ دوسرے علمار اسلام کی معیت میں اس طرح ظاہر فرماتے ہیں:۔

قال العلماء یستحب ان یرفع القبر قدر الشبر و یکرہ فوق ذلک و یستحب الھدم	علمار کا قول ہے کہ بالشت بھر قبر بنانا مستحب ہے اور اس سے اونچا رکھنا مکروہ۔ اور اگر کوئی قبر اونچی بنی ہوئی ہو۔ تو اُس کا گرا دینا بھی مستحب ہے؛

اب اگر بدرجہ غایت یہ سمجھ لیا جائے کہ سلطان ابن سعود کی افواج نے ملا علی قاری کے فتوی پر عمل کیا ہے۔ تو پھر بھی اُنکا بلند قبور کو گرا دینا بقول ملا علی قاری ایک کارِ ثواب ہے۔ آگے چلئے:۔

ابن حجر مکی کا فتوٰے

آپ شافعی المذہب ہیں۔ اور کتاب الزواجر کے ۱۶۳ صفحہ پر قبروں پر نماز پڑھنے مسجدیں بنانے، اور عمارت تعمیر کرنے کو "اعظم المحرمات" اور "اسباب شرک" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

وَيجبُ المبادرة لهدمها وهدم القباب التى على القبور اذهى اشر من مسجد الضرار لانها اسست على معصية الرسول لانه نهى عن ذلك وامر صلى الله عليه وسلم بهدم القبور مشرفة ويجب ازالة كل قنديل وسراج على قبر

قبروں پر سے مسجدوں اور قبوں کے گرانے میں جلدی کرنا چاہئے۔ وجہ یہ کہ ان چیزوں کی شرانگیزی مسجد ضرار سے بھی زیادہ سنگین ہے کیونکہ یہ چیزیں رسول کی نافرمانی پر مبنی ہیں اسلئے کہ آپ نے فرمایا ہے اور حکم دیا ہے بلند قبروں کے گرانیکا۔ اور ایسی قبروں پر سے قندیلیں اور چراغ ضائع کر دینے واجب ہیں،

امام ابو حنیفہ کا فتوٰے

جب حضرت نبی الرحمۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی درخشندہ حدیثیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عملی نمونہ مل جائے۔ تو پھر کسی اور طرف نظر اٹھانے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ اور پھر آپ کے مخلص غلاموں کے خیالات وحسیات کے متعلق تو از خود یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ اُن کا قدم نبی امی کے نقش قدم پر ہوگا۔ تاہم "استخواں فروشوں" کی تسلی کے لئے ضروری ہے۔ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ اور آپ کا مذہب بھی لکھدیا جائے۔ تاکہ حجت باقی نہ رہے۔ "قاضی خان" فقہ حنفیہ کی نہایت ہی معتمد علیہ کتب میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کی جلد اوّل صفحہ ۱۰۸ میں حسب

ذیل عبارت ثبت ہے :-

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی انہ قال لا یجصص القبر ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء	امام ابو حنیفہؒ کے متعلق یہ ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ چونے گچ کی قبریں نہ بناؤ بلکہ اُن پر مٹی کی لپائی بھی نہ کرو۔ اور اُن پر عمارتیں تعمیر نہ کرو۔[1]

امام شافعیؒ کا مشاہدہ

امام نووی (شافعی المذہب) شرح مسلم میں امام شافعیؒ کی کتاب "الام" سے حسب ذیل قابلِ عبرت فقرہ نقل فرماتے ہیں :-

رأیت الائمۃ بمکۃ یأمرون بھدم ما یبنی ویؤید الھدم قولہ ولا قبرًا مشرفًا الا سویتہ	امام شافعی اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اماموں کو خود مکہ معظمہ میں دیکھا ہے کہ وہ قبروں پر بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھا دینے کا حکم دیتے تھے۔ اس دلیل پر کہ آں حضرتؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا تھا کہ تو ہر بلند قبر کو گرا کر (حد شریعت تک) صاف و ہموار کر دے؛

معاملے کی صراحت، وضاحت اور صفائی کے لئے شرعی نقطۂ نظر سے مجھے جو کچھ لکھنا منظور تھا۔ لکھ چکا۔ اب ضروری ہے کہ اس بارے میں سلطان ابن سعود کا منصب و مسلک بھی پیش کر دیا جائے مجھے یہ لکھتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہمارے محترم نمائندوں نے جو حالات کی تحقیق اور حاجیوں کی خدمت کے لئے اس سال شریک حج ہوئے دوسری اصلاحی شکایات کے ساتھ مقبروں اور قبوں کے

[1] آخری صفحہ دیکھئے۔

انہدام پر بھی بطریق شکایت جواب طلبی کی۔ درانحالیکہ دین متقدس کے احکام اپنی حرمت و حفاظت کے لئے مسلمانوں سے جس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ کبھی "غلط جذبات کا پاس" اور "ظاھری مصلحتوں کی پرستش" نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی کام خواہ وہ جذبات عامہ اور ظاہری مصلحتوں سے کتنا بھی دُور کیوں نہ ہو۔ ملتِ بیضا کے اصل احکام کے مطابق سرانجام دیا جائے۔ تو اس پر شکر گذاری اور تہنیت واجب ہے۔ نہ کہ شکوہ و اعتراض الغرض جب ہمارے نمائندوں نے بکمال صدق و دیانت "قبوریین ہند" کے جذبات و خیالات کی ترجمانی کی تو سلطان ابن سعود نے حسب ذیل جواب دیا:۔

"میرے نزدیک اس دنیا میں چار چیزیں اطاعت، شہادت، اور سند کے لائق ہیں (۱) قرآن پاک کے احکام (۲) نبی الرحمتہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث (۳) صحابہ کرام کا اسوۂ عمل اور (۴) چاروں محترم اماموں کے فتوے؛ میں ان کے علاوہ امورِ دین میں کسی دوسری چیز کی پابندی نہیں کرسکتا۔ اگر آپ ان چاروں طریقوں سے میرے پاس کوئی ایک دلیل بھی پیش کردیں کہ "قبروں پر قبے اور مقبرے بنانے جائز ہیں۔ اور اگر بنے ہوئے ہوں تو اُن کے انہدام کا حکم نہیں ——— اس کے بعد سلطان ابن سعود نے مسمار شدہ قبوں کی طرف انگلی اُٹھائی اور کہا ——— کہ یہ مسمار شدہ عمارتیں جو آپ دیکھتے ہیں۔ چاندی کی بنوا دونگا۔ لیکن اگر کتاب و سنت اور صحابہ

وائمہ مجھے ان چیزوں کے مسمار کرنے کا حکم دیں۔ تو پھر خواہ تمام دنیا میری مخالفت پہ آمادہ ہو جائے۔ میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔"

اب یہ امر کہ کتاب وسنت کے احکام اور صحابہ وائمہ کا اسوۂ عمل کیا ہے؟ آپ اسی مضمون میں پوری شرح وتفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔

سپہ سالار نجد کا جذبۂ ایمانی

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے پہلے جس سعادت مند نوجوان کو یہ فخر حاصل ہوا کہ وہ "بلد امین" کو "کفر وجاہلیت" کی غلامی سے نکالے۔ اور اُس کی سیادت و پاسبانی کے تاج کو نبیؐ امّی کی درخشندہ پیشانی سے زینت بخشے "خالدؓ" تھا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اب کی مرتبہ بھی جس نوجوان نے سلطان ابن سعود کی فوج کے ہروال کی حیثیت سے مکہ معظمہ کو "نفاق وضلالت" کی آلودگی سے پاک کرکے اس کی خدمتگذاری کا تاج سلطان ابن سعود کو پہنایا۔ "خالد" ہی کے تاریخی نام سے موسوم ہے۔ یوسف کردی مدنی بیان کرتے ہیں کہ جب خالد کے بدوؤں نے مولد النبی کی عمارت کو توڑا۔ تو بعض لوگوں نے اُس سے کہا کہ ہندوستان کے مسلمان (قبوریّین) اس فعل سے ناراض ہو جائینگے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خدا اور رسول بھی ناراض ہونگے یا نہیں؟ اس کے بعد فرمایا کہ اگر اللہ کی کتاب اور محمد مصطفٰے کی سنت میرے فعل کی حمایت میں ہے۔ تو مجھے خدا ورسول کی ناراضگی کے مقابلے میں

بعض مسلمانوں کی ناراضگی کی پرواہ نہیں۔ جو کچھ کہا والذی نفسی بیدہٖ بالکل سچ کہا۔ یہی اصل ایمان ہے جب تک یہ جذبہ پیدا نہ ہو۔ کہ جب خدا و رسول کی طرف سے ایک حکم مل جائے۔ تو اس کے سوا ہر دوسری چیز سے آنکھ بند کر لینی چاہیئے۔ اور اصل حکم کی تکمیل میں اس طرح والہانہ دوڑنا چاہیئے کہ گویا ہم قطعی طور پر مسلوب الاختیار ہیں، دین زندہ نہیں رہ سکتا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ؁

کسی مومن مرد یا عورت کو یہ اجازت نہیں کہ جب خدا و رسول ایک قطعی حکم صادر کر دیں۔ تو وہ پھر اس میں کوئی اپنا اختیار چلائیں یا مداخلت کریں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے سرتابی کرے۔ تو گویا وہ علانیہ طور پر گمراہ ہو چکا؛

عن ابی حنیفة انه یکره ان یبنی علیه بناء من بیت او قبة او نحو ذلک	امام ابو حنیفہ سے روائت ہے۔ کہ قبر پر ہر کسی قسم کی عمارت بنانا مکروہ ہے۔ گھر ہو۔ قبہ ہو۔ یا کوئی اور اس قسم کی عمارت۔

یہ عبارت فقہ حنفیہ کی کتاب کبیری ۵۵۵، صغیری، رد المحتار، متخلص فتاوٰے قاضی خان، فتاوٰے عالمگیری، جامع الرموز اور شرح الیاس میں موجود ہے۔ اب رہا یہ امر کہ "مکروہ" سے امام صاحب کی مراد کیا ہے؟ ملاحظہ ہو ابو المکارم جلد سوم صفحہ ۱۵۹۔

ان ابو یوسف قال لابی حنیفة اذا قلت فی شیٔ اکرہ فما رأیک فیہ۔ قال التحریم	امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ جب آپ کسی امر کو "مکروہ" فرماتے ہیں تو اس سے آپکی مراد کیا ہوتی ہے؟ فرمایا "حرام"۔

یک قبروں پر ہر قسم کی تعمیر "حرام"

لے عقیدتمندوں نے ہمیشہ ان کے

ت شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر جلد دوم

پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

یجب الهدم وان کان مسجدا	یہ عم ، کا گرا دینا واجب ہے۔ اور خواہ بیول نہ ہو؟

کیا ۱۹۲۵ء کے ہندوستانی عقید ہند بھی ان تصریحات سے عبرت حاصل کریں گے؟ اگر نہیں تو وہ خدا کیلئے ا سی اور تنگدلی کا احساس کریں

یا رب اهد قومی فانهم لا ۔

الجہاد

تحریکِ اتحاد و ترقی کیلئے

اگر مولینا ابوالکلام آزاد کا اخبار "الہلال" اب تک جاری ہوتا۔ تو
اس میں کوئی شک نہیں کہ "نفاق و جمود" کے موجودہ سلسلوں اور مرکزوں
کا جنازہ اٹھ چکا ہوتا۔ لیکن ایک عرصے سے ایک ایسے ماہوار رسالے
کے اجرار کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں جو دورِ اوّل کے سادہ سادہ
اسلام کو پوری پوری صافگوئ
میں یہ نہیں کہتا کہ "الجہاد"
البتہ صرف اس قدر چاہتا
ہیں۔ دراصل تحریک یہ
ذریعے اپنی پسندیدگی کو
فرماویں۔ "الجہاد" کی قیمت
للہ عاقبۃ الامو

د آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام